رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۲۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝

دین کی نصرت کے لئے اک آسمان پر شور ہے | عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

الفضل

دُنیا میں ایک نبی آیا پر دُنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا

(الہام حضرت مسیح موعود)

چندہ غیر ممالک سے سات روپیہ

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔" الہام حضرت مسیح موعود

فہرست مضامین

جلد ۴ | مورخہ ۵۔ اگست ۱۹۱۶ء | شنبہ | ۴۔ شوال المکرم ۱۳۳۴ھ | نمبر ۹

مدینۃ المسیح

یہاں عید ۲۔ اگست کو ہوئی۔ یکم اگست کو مالیر کوٹلہ سے حضرت نواب محمد علیخان صاحب کی تار ظہر کے وقت موصول ہوئی جسمیں لکھا تھا۔ کہ پانی پت سے جناب ڈاکٹر محمد اسمٰعیل صاحب کی تار آئی ہے جس سے معلوم ہوا ہے۔ کہ وہاں ۳۱ جولائی کو چاند دیکھا گیا ہے۔ لیکن اس تار پر روزہ افطار کرنا ضروری نہ سمجھا گیا۔ اور عید ۲۔ اگست کو ہوئی۔ نماز عید حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی نے عیدگاہ قدیم میں پڑھائی۔ جہاں سائبان اور قناتوں سے سایہ اور مستورات کے لئے پردہ کا انتظام کیا گیا تھا۔ بہت سے احباب بیرونجات سے بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے عید کی حقیقت اور حقیقی عید کے حاصل کرنے کے متعلق نہایت ہی لطیف پیرایہ میں خطبہ عید پڑھا۔ جو انشاء اللہ عنقریب شائع کر دیا جائیگا۔

اس دفعہ لوکل انجمن احمدیہ نے نہایت تن دہی اور باقاعدگی کے ساتھ فطرانہ اور عید فنڈ وصول کیا۔ اور خدا کے فضل اور رحم سے قادیان کی غریب جماعت نے تین سو روپیہ سے بھی کچھ زیادہ رقم مہیا کر دی جسمیں سے عید سے ایک دن پہلے ہی مساکین اور غرباء میں ایک سو چار روپیہ تقسیم کر دیا گیا تھا۔ تاکہ وہ بھی عید کے دن اپنی ضروریات کو آسانی سے پورا کر سکیں ہم کارکنان انجمن کو مبارکباد دیتے ہیں کہ ان کی سعی اور کوشش ان لوگوں سے متعلق ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے خدا کے رستہ میں خرچ کرنے کے لئے باوجود غربت اور ناداری کے بہت وسیع دل رکھتے اور دوسروں کے لئے بطور نمونہ کے ہیں۔ اُمید ہے کہ مقامی انجمن کی اس قسم کی کامیاب کوششوں سے دوسری انجمنیں خاص طور پر فائدہ اُٹھانے کی کوشش کرینگی اور ایک دوسرے سے بڑھ کر خدا کے رستہ میں خرچ کرنے کی ہمت دکھائینگی

فطرانہ عید حضرت خلیفۃ المسیح کی منشاء کے مطابق اکثر احباب نے فی کس پورا صاع ادا کیا۔ البتہ یہ بھی اجازت تھی کہ اگر کوئی پورا نہیں دے سکتا۔ تو نصف ادا کرے۔ پورے صاع کی قیمت پونے چار آنے قرار دیگئی تھی۔ بیرونجات میں بھی اگر اسی کے مطابق عملدرآمد ہوتا۔ تو ایک کافی رقم جمع ہو سکتی تھی امید کہ آیندہ وہ صاحب حیثیت احباب جنھوں نے اس مقدار سے کم کے حساب سے ادا کیا ہے ضروریات سلسلہ کو مدنظر رکھکر اسپر عمل کرنیکی کوشش کرینگے۔

(باہتمام شیخ ع۔ احمد صاحب قادیانی پرنٹر پبلشر مطبع ضیاء الاسلام ۔۔۔ چھپکر شائع ہوا)

اخبار احمدیہ

لندن کا خط جناب قاضی عبداللہ صاحب بی اے بی ٹی تحریر فرماتے ہیں:۔ یہاں کے لوگ اسلامی صداقتیں اور پاک اصول کئی رنگوں میں اختیار کرنے پر مجبور ہو رہے ہیں۔ مثلاً امتناع مسکرات (ایک خاص حد تک) فیشن لباس۔ خوراک۔ تفریحات وغیرہ میں کفایت اور روک۔ حال ہی میں Summer Time کے نفاذ سے سویرے سونا اور سویرے جاگنا بھی مجبوراً اختیار کرنا پڑا ہے خدا کے وعدے سب سچے ہیں۔ وہ ضرور خاص انتظام کریگا جس سے پاک دین کا غلبہ سب مذاہب باطلہ پر ہو۔ جس مکان میں رہتا ہوں۔ اس میں قریباً سات اشخاص ہیں۔ سب کو وقتاً فوقتاً اسلام کی حقیقت سے واقف کرتا رہتا ہوں۔ مگر جیسا کہ عرض کیا ہے سوائے کمانے کے وقت کوئی وقت ان کو میسر نہیں ہوتا۔ ایک لیڈی سے کل کفارہ اور تثلیث پر گفتگو کر رہا تھا۔ آخر میں اُسنے کہا کہ حقیقت میں یہ سب Confusing ہے۔ مجھے بھی اس کی سمجھ نہیں آتی۔ مگر کیا کریں۔ جب تک والدہ زندہ تھی اس کے ساتھ مجبوراً چرچ جایا کرتی تھی۔ اس کے بعد سے یک دم چھوڑ دیا ۔

دو یونیٹیرین اشخاص سے (ایک مرد اور ایک عورت) سے اس ہفتہ ملا۔ سلسلہ کے متعلق بھی ان کو بتایا ایک اور یونیٹیرین عورت کو بذریعہ خط اور رسالجات تبلیغ حق کی ۔

شہر جھنگ سے برادرم محمد حسین صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ ان کے بڑے بھائی مولوی غلام حسین صاحب جا بجا ضلع ہذا میں اور شہر میں سلسلہ حقہ پر تقریریں کرتے ہیں اور لوگوں کو اسلام اصلی رنگ میں قبول کرنے کے لئے بلاتے ہیں۔ اور پچھلے دو تین سال سے بلاتے رہے ہیں۔ اس کا اثر یہ ہے کہ شہر کی مسلمان آبادی کا ایک فرقہ احمدیت کے بالکل قریب آ گیا ہے

اور ایک چوتھائی چند ایک علماء کے بہکانے سے ان کے زیر اثر ہو گئی ہے۔ اور ایک چوتھائی صرف کلمہ گو مسلمان ہے۔ نماز۔ روزہ وغیرہ کے نزدیک نہیں پھٹکتی لہذا کسی طرف نہیں۔ بہت سے اصحاب ایسے ہیں۔ جو بیعت کرنے کو بالکل تیار ہیں۔ بلکہ ہمیشہ کہتے ہیں کہ ہمارا نام بھیجدو۔ مگر چونکہ وہ عملی صورت میں بہت گرے ہوئے ہیں۔ لہذا مکرمی برادرم صاحب ہمیشہ یہ کہتے رہتے ہیں کہ عمل درست کرو۔ غیر احمدیوں سے خدا کے لئے قطع تعلق کرو۔ اور صرف خدا کے بن جاؤ۔ تب بیعت کا خط لکھا جائیگا۔ اور حضرت صاحب تب بیعت قبول کرینگے۔ وہ بہت کچھ کوشش کر رہے ہیں خدا انہیں توفیق دے۔ ایک شخص ایک بڑے مالدار کا لڑکا ہے مگر باپ اُسے کہتا ہے۔ کہ اگر تو احمدی ہو جائیگا۔ تو تجھے اور تیری بیوی کو گھر سے نکال دونگا۔ اور مال کا کچھ حصہ نہ دونگا۔ وہ بیچارا چند دن سے حیران پھرتا ہے۔ اس کے لئے دعا فرماویں۔ اللہ تعالیٰ اس کے والد کو رحم دے۔ یا اُس کے دل میں اتنا جوش دے۔ کہ وہ سلسلہ کی خاطر اپنے مال گھر۔ والد کو چھوڑ دے ۔

سلسلہ کے اخبارات کی قدر کرو ایک صاحب نے حضرت صاحب سے دریافت فرمایا ہے۔ کہ جو اخبارات اور رسالے اُن کے پاس جاتے ہیں۔ کم فرصتی کی وجہ سے انہیں پڑھنے کا موقعہ نہیں ملتا۔ اسلئے یونہی بیکار پڑے رہتے ہیں۔ کیا ان کو کاغذ کے برتن بنا لئے جائیں؟

حضرت صاحب نے جواب دیا۔ وہ تو برکت کا موجب ہیں۔ ردی بنانے سے کیا فائدہ۔ پڑے رہیں گے۔ تو آپکی نسلوں میں کام آویں گے ۔

درخواست دعا گجرات سے پیر شاہ صاحب اپنے لڑکے قطب شاہ کے لئے جو ترکوں کے زیر حراست ہے۔ سلامت واپس آنے کے لئے اور کلانور سے مرزا مبارک بیگ صاحب مخالفین سلسلہ جو ان کے خلاف پوشیدہ کمیٹیاں کرتے ہیں اُن کے شر سے بچنے کے لئے۔ میاں غلام نبی ولد حکیم صدرالدین صاحب زنٹر یام علاقہ ریاست جموں اپنی صحت کیلئے دعا کی درخواست کرتے ہیں احباب ان سب کیلئے دعا کریں

جنگ کی خبریں

پیشقدمی جاری ہے۔ لنڈن ۳۰ جولائی۔ ایک طرسلت میں اعلان کیا گیا ہے۔ کہ کوہ مکون کے شمال میں جہاں کہ اطالین نے زمین حاصل کی ہے۔ شدید لڑائی جاری ہے۔ الپینی سپاہ نے علاقہ توفانا میں جنگل فورسیلا پر قبضہ کر لیا ہے اور وادی ٹراونزی میں پیشقدمی شروع کر دی ہے ۔

قسطنطنیہ میں مشکلات۔ لنڈن ۳۰ جولائی۔ کانسٹینٹزا کی ایک تار مظہر ہے۔ کہ ایک ہزار مسلمان عورتوں نے قسطنطنیہ کے محل کے سامنے جنگ کی سخت مخالفت کی۔ آخر پولیس نے ان کو منتشر کر دیا شہر ادرسن میں جہاں بہت سے لوگ پناہ گزین تھے۔ ہیضہ بکثرت پھیلا ہوا ہے۔ حکام نے تمام آدمیوں کو جن کی عمر ۱۸ سے ۵۰ سال تک کی ہے۔ سورس میں جو کہ بڑا فوجی مرکز ہے بھیجدیا ہے ۔

چار قصبوں کی تباہی۔ لنڈن ۳۰ جولائی۔ انٹاریو ر قصبہ جات کوچرلن ماتھیسن۔ مشکا سٹیشن اور ٹمنز جنگل کی آتشزدگی سے تباہ ہو گئے ہیں۔ یوریکا جنکشن اور ارچو فال سے شعلے اٹھ رہے ہیں۔ بکثرت نفوس جلکر خاک سیاہ ہو گئے۔ اور بہت سے زخمی ہوئے ۔

ترکی سپاہ ہنگری میں۔ لنڈن ۲۹ جولائی۔ وِسانا کا ایک تار مظہر ہے۔ کہ آسٹریا کی سرحد سے ایک اطلاع موصول ہوئی۔ کہ ستر ہزار ترکی سپاہ ہنگری کے میدانوں میں جمع ہے ۔

ساٹھ میل پیشقدمی۔ لنڈن ۳۱ جولائی۔ پیٹروگریڈ میں بیان کیا جاتا ہے۔ کہ سات ہفتہ پیشتر کی نسبت پرپیٹ سے کارپیتھین تک جنرل برسلف کا ۲۵۰ میل محاذ مغرب کی جانب ساٹھ میل اور وسیع ہو گیا ہے۔ اندازہ لگایا جاتا ہے۔ کہ جنرل موصوف نے غنیم کی ۸ لاکھ فوج کو جس میں چار لاکھ قیدی بھی ہیں۔ بیکار کر دیا ہے ۔

سرحد مصر۔ لنڈن ۳۰ جولائی۔ مصر میں سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ ۱۸ جولائی کو ہراولی دستوں کی کئی ایک جھڑپیں ہوئیں نیوزیلینڈ کے رسالہ نے غنیم کے ۵۰ سپاہی قتل کئے۔ اور ہمارے نقصانات بہت کم ہوئے ۔

عازمان حج۔ لنڈن ۳۰ جولائی۔ قاہرہ وزارت داخلہ حج مکہ کے سوال پر غور کر رہی ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ فرسٹ سیکنڈ و تھرڈ کلاس عازمان حج سے علی التواتر ۵۰ سے ۲۰ اور ۵ پونڈ بطور زر احتیاط جمع [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - ۵ - اگست ۱۹۱۶ء

عیسائیت ترقی کر رہی ہے یا تنزل

ہم نے کسی گذشتہ پرچہ میں عیسائی مشنریوں کی ان کوششوں کا ذکر کیا تھا۔ جو اپنے مذہب کی اشاعت کے لئے وہ کر رہے ہیں۔ اب ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اگر کسی مذہب کی اشاعت صرف انسانی کوششوں اور تدابیر پر منحصر ہوتی۔ تو ضروری تھا کہ عیسائی مذہب اِس وقت تک دوسرے تمام مذاہب کو کھا چکا ہوتا۔ کیونکہ ان کے مقابلہ کی سعی اور کوشش نہ کسی اور مذہب والے کر رہے ہیں۔ اور نہ کر سکتے ہیں۔ کیونکہ جو سامان اور آسانیاں انہیں میسر ہیں وہ دوسروں کو میسر نہیں ہیں۔ لیکن وہ لوگ جو اس بات سے واقف ہیں۔ کہ مذہب وہی جیت سکتا ہے جسکی تائید اور نصرت انسانوں کی قوت اور طاقت پر منحصر نہیں ہوتی۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی قوت لازوال پر ہوتی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی تائید اسی مذہب کے شامل حال ہوتی ہے۔ جو سچا اور کامل ہو۔ وہ اس بات کو بھی خوب جانتے ہیں کہ عیسائیت باوجود اسقدر ساز و سامان رکھنے اور کوششیں کرنے کے ترقی نہیں کر رہی۔ اور نہ کر سکتی ہے۔ بلکہ ہر روز اس کا قدم تنزل کی طرف بڑھ رہا ہے +

اس میں شک نہیں کہ بعض ایسی اقوام کو جنہیں مذہب سے کوئی واسطہ نہیں۔ عیسائی مشنریوں نے عیسائی بنا لیا ہے لیکن وہ صرف نام ہی کی عیسائی ہیں۔ اور وہ بھی اسی وقت تک کہ اس وجہ سے مراعات خاص حاصل کر رہی ہیں۔ ورنہ عیسائیت کے متعلق ان کی واقفیت اسی حد تک ہے جس حد تک کہ عیسائی نہ ہونے کی حالت میں تھی یہ بات اگر عوام الناس کی نگاہ میں عیسائیت کی ترقی کا ثبوت ہو تو ہو۔ لیکن حقیقت شناس اور معاملہ فہم عیسائی صاحبان بھی اس کو ترقی نہیں کہتے۔ بلکہ ایک قسم کا تنزل قرار دیتے ہیں۔ اور بات بھی یہی ٹھیک ہے۔ کیونکہ کسی مذہب کے بہت سے ایسے پیروؤں کا پیدا ہو جانا جو اس کے موٹے موٹے اصول اور قواعد سے بھی ناواقف ہوں۔ بجائے مفید ہونے کے نقصان دہ ثابت ہوتا ہے۔ اور ان کا طریق عمل اس مذہب کے لئے باعث ہتک اور موجب بدنامی ہوا کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عیسائیت کی وہ ترقی جو عام لوگوں کے لئے فریب دہ ہو رہی ہے۔ خود عیسائی حقیقت شناس اصحاب کے نزدیک ترقی نہیں ہے اور یہی باعث ہے کہ وہ اس پہلو کو نظر انداز کرتے ہوئے اس بات کو نہایت افسوس اور رنج کی نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں کہ وہ لوگ جو نسلاً بعد نسلاً عیسائی چلے آ رہے تھے۔ اپنے مذہب سے متنفر ہو رہے ہیں۔ اور اس کے احکام کو بے فائدہ اور غیر مفید سمجھ کر ترک کر رہے ہیں۔ اس صورت میں اگر عیسائی مشنری صاحبان ایسے لوگوں کو عیسائیت کا حلقہ بگوش بنا لینے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ جو عملی طور پر عیسائیت کے لئے کچھ زیادہ کارآمد اور مفید نہیں ہیں تو اسے عیسائیت کی ترقی نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ یہ تو ایسی ہی مثال ہے کہ ایک مکان کی بنیادیں کھوکھلی اور کمزور ہو کر دیواروں کے گرنے کا باعث ہو رہی ہوں لیکن مالک مکان بجائے بنیادوں کی اصلاح اور درستی کے دیواروں کو بلند کرنے کے لئے کچی اینٹوں کے پردے لگا رہا ہو۔ اور اسکو مکان کی توسیع سمجھ رہا ہو۔ بس عیسائیت کے اس طریق اشاعت کو اسکی حقیقی ترقی نہیں قرار دیا جا سکتا۔ چنانچہ معاملہ فہم اور دانا عیسائی صاحبان کی بھی یہی رائے ہے۔ اور وہ بجائے اس کے کہ اس قسم کی توسیع اشاعت پر خوشی کا اظہار کریں۔ اس فکر و تردد میں ہیں کہ اصل عیسائی لوگوں کے اپنے مذہب سے دور ہوتے جانے کی کیا وجہ ہے۔ اور اس بات کا کیا سبب ہے۔ کہ اور مذہبی احکامات کو بجا لانا تو الگ رہا ہفتہ میں ایک دن اور وہ بھی تھوڑی سی دیر کے لئے گرجا میں جانا کیوں ترک کر رہے ہیں۔ چونکہ اس سے پتہ لگتا ہے۔ کہ عام لوگ اپنے مذہب سے بالکل لاپرواہ ہوتے جا رہے ہیں۔ اس لئے وکٹوریا کے پریسبی ٹیرین چرچ کا جو سالانہ جلسہ میلبورن (آسٹریلیا) میں ماہ مئی گذشتہ کو ہوا ہے اس میں عیسائی مذہب کی موجودہ حالت پر خصوصیت سے غور و فکر کیا گیا ہے۔ اور کثرت سے لوگوں کا گرجا میں نہ جانے کی وجوہات پر بحث کیگئی ہے۔ دیگر وجوہات کے علاوہ ایک یہ وجہ بھی پیش کیگئی ہے ”کہ گرجے میں نہ جانے والے یہ دلیل دیتے ہیں کہ گرجے میں جانے والے دوسرے لوگوں سے کسی پہلو میں بہتر نہیں ہیں۔ اور جو لوگ گرجے میں نہیں جاتے۔ وہ جانے والوں سے اگر بہتر نہیں ہیں تو ان ایسے بھلے چنگے اور نیک ضرور ہیں وہ گرجے میں نہ جانے کی حالت میں ہی دوسروں کی مدد کرتے ہیں۔ وہ اچھے دوست اور عمدہ پڑوسی ہیں۔ اور ان کا کیرکٹر اچھا ہے۔“ اب اس جلسہ میں یہ طے ہوا ہے کہ ”عیسائی مشن کے حامیوں کو ان راؤں پر غور کرنا چاہئے اور انہیں کثرت سے مردوں اور عورتوں کے اس خیال کو معمولی نگاہ سے نہیں دیکھنا چاہیئے۔ کہ انہیں گرجے جانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔“

اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ عیسائیت اپنے ایسے مرکز میں یہاں صدیوں سے سکونت پذیر ہے۔ کس حالت میں ہے۔ کیا ان حالات سے واقفیت رکھنے والا انسان کہہ سکتا ہے۔ کہ عیسائیت ترقی کر رہی ہے عیسائیت کی ترقی اس وقت سمجھی جا سکتی۔ جبکہ وہ اپنے پاؤں پر مضبوطی سے قائم رہ کر آگے کو بڑھتی۔ لیکن ایک ایسا ناتوان جو ذاتی کمزوری اور ناتوانی کی وجہ سے کھڑا بھی نہیں ہو سکتا بلکہ کھڑے ہونے کے مقام سے ایک قدم آگے کو گر پڑتا ہے۔ تو یہ اس کی طاقت کا ثبوت نہیں ہے۔ بلکہ کمزوری اور ناتوانی کی علامت ہے۔ یہی حال اس وقت عیسائیت کا ہے۔ اس کے گر پڑنے کو عقلمند اور دانا انسان ترقی نہیں کہہ سکتے۔ ممکن ہے کہ عیسائی صاحبان ہمیں یہ جواب دیں کہ یہ غلط ہے کہ گرجوں میں لوگ نہیں جاتے ضرور جاتے ہیں۔ تم نے اپنی ناواقفیت کی وجہ سے یہ لکھ دیا ہے۔ ہم یہ کہنے والوں کو بجائے اس کے کہ خود جواب دیں۔

ریورنڈ اے۔ جے والڈرن صاحب (جو چرچ آف انگلینڈ کے ایک مشہور پادری ہیں۔ اور انگلستان میں اچھی شہرت رکھتے ہیں) کے ان الفاظ کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ جو انہوں نے ایسے ہی لوگوں کے جواب میں رسالہ ہاربنجر آف لائٹ مورخہ یکم جون میں ”گرجے

"کیوں ناکامیاب ثابت ہوئے ہیں" کے عنوان کے ماتحت لکھتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ "میں جانتا ہوں۔ کہ بعض لوگ کہینگے۔ کہ گرجے ناکامیاب ثابت نہیں ہوئے لیکن میں ان نادان خیالی باتوں میں تسلی پانے والے شخصوں کو لنڈن کے گلی کوچوں میں لیجا کر گنجان آبادی کے اندر بیسیوں ایسے گرجے دکھلا سکتا ہوں۔ کہ جو تقریباً خالی پڑے ہیں۔ ایسا کیوں ہے۔ صرف اس لئے کہ وہ لوگوں کی ضروریات کو پورا نہیں کرتے۔ لنڈن کے صرف پانچ فیصدی باشندے گرجے میں جاتے ہیں"

پادری صاحب موصوف کی تحریر سے جہاں اسبات کی تصدیق ہوگئی۔ کہ واقعہ میں گرجے خالی پڑے رہتے ہیں۔ وہاں یہ بھی پتہ لگ گیا کہ چونکہ گرجوں میں جس مقصد اور مدعا کو لیکر لوگ جاتے ہیں۔ وہ پورا نہیں ہوتا اس لئے انہوں نے جانا ہی ترک کر دیا ہے۔ اس سے عیسائیت کی ترقی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہو جاتا ہے۔ کہ کسی مذہب کی ترقی ظاہری سامان پر نہیں ہوتی۔ بلکہ اسکی حقانیت اور صداقت کی وجہ سے ہوا کرتی ہے ؛

عیسائیت کے متعلق مندرجہ بالا حالات کے درج کرنے سے ہمارا یہ مقصد اور مدعا ہے کہ ہماری جماعت سمجھ لے۔ کہ اگرچہ ظاہری اسباب کے لحاظ سے ہم دیگر مذاہب کے لوگوں سے بہت پیچھے ہیں۔ لیکن کامیابی ہمارے ہی لئے ہے۔ کیونکہ حق ہمارے پاس ہے۔ پس اسبات کی کوئی پرواہ نہ کرتے ہوئے کہ مالی ذرائع ہماری ایسی مدد نہیں کرتے جیسی دوسروں کی کر رہے ہیں اور اس بات کا دل میں خیال بھی نہ لاتے ہوئے کہ ہمیں تبلیغ اسلام کا کام کرتے ہوئے وہ آسانیاں میسر نہیں ہیں جو دوسروں کو ہیں۔ حتے المقدور اشاعت اسلام میں مشغول رہکر خدا تعالیٰ کی مدد اور نصرت پر بھروسا رکھنا چاہئیے اسوقت تک ہماری تبلیغی کوششیں جو نتائج پیدا کر رہی ہیں وہ اسبات کا ثبوت ہیں۔ کہ خدا کے فضل سے ہمارا قدم آگے ہی آگے بڑھ رہا ہے۔ اس سے ہمیں اور زیادہ ہمت اور جوش سے کام کرنا چاہئیے۔ خدا تعالےٰ کا فضل ہمارے ساتھ ہو ؛

آریہ سماج کے متعلق گورنمنٹ ممالک متحدہ کی رائے۔

مذہبی مباحثات میں آریہ سماج کی دل آزاری اور تیز گفتاری کوئی ڈھکی چھپی نہ تھی۔ جس کی طرف گورنمنٹ کو خاص خیال پیدا نہ ہوتا اور وہ اس کی طرف اپنی خاص توجہ نہ کرتی۔ چنانچہ اب وہ وقت آگیا ہے۔ جبکہ آریہ سماج کے متعلق ایک صوبہ کی گورنمنٹ نے اپنی درست اور صحیح رائے قائم کرکے اس کا اظہار بھی کر دیا ہے۔ اور ہمیں امید ہے کہ صوبہ پنجاب کی گورنمنٹ بھی اس سے متفق ہوگی۔ حال میں گورنمنٹ ممالک متحدہ کی طرف سے جو ایڈمنسٹریشن رپورٹ بابت سنہ ۱۹۱۵ و ۱۴ء شائع ہوئی ہے۔ اس میں صفحہ ۲۲ پر پریس اور لٹریچر کا ذکر کرتے ہوئے لکھا گیا ہے کہ :-

"آریہ سماج کی طرف سے متعدد کتب تعلیمی۔ سوشیل و مذہبی مضامین کے متعلق شائع ہوئی ہیں جنہیں اصلاح کے لئے سنجیدگی کے ساتھ کوشش کی گئی۔ لیکن ان کی کتب مناظرہ میں درشت کلامی کرنے میں کوئی نمایاں کمی واقعہ نہیں ہوئی ہے جیسے کہ سابق سچائی و معقولیت کا مطلق لحاظ نہیں رکھا جاتا"

جہاں تک واقعات کا تعلق ہے۔ ہم بڑے زور سے کہہ سکتے ہیں کہ گورنمنٹ متحدہ کی یہ رائے بالکل درست اور صحیح ہے۔ وہ لوگ جنہیں آریہ صاحبان کی اخبارات اور کتب کے مطالعہ کا کبھی موقعہ ملا ہے۔ وہ نہایت صفائی سے کہہ سکتے ہیں کہ اس معاملہ میں گورنمنٹ متحدہ کی حقیقت شناس نگاہ خاص طور پر قابل تعریف اور لائق ستائش ہے۔ اس موقعہ پر ہم اسبات کے اظہار سے بھی باز نہیں رہ سکتے کہ آریہ سماج کی مذہبی میدان میں درشت کلامی اور سچائی و معقولیت کا مطلق لحاظ نہ رکھنے کی اصل وجہ وہ کتاب ہے۔ جو آریہ سماج کے بانی پنڈت دیانند صاحب کے دماغ اور قلم سے نکلی ہوئی ہے۔ چونکہ اس میں دوسرے مذاہب پر نہایت دل آزار پیرایہ میں نکتہ چینی کی گئی ہے۔ اور اسی کی تقلید میں آریہ صاحبان اپنی قلم اور زبان کو جنبش دینا کار ثواب سمجھتے ہیں۔ اس لئے تمام مذاہب کو ان سے بڑی شکایت ہے۔ اور اسی شکایت کی تصدیق گورنمنٹ متحدہ نے فرمائی ہے۔ جب تک آریہ صاحبان کے پیش نظر اس کتاب کے وہ ابواب رہینگے۔ جنمیں دیگر مذاہب کو سب و شتم سے یاد کیا گیا ہے۔ اس وقت تک ان کی تحریروں کا مائل باصلاح ہونا ناممکن ہے۔ ہمیں ایک دفعہ یہ بات سنکر بہت خوشی ہوئی تھی۔ کہ بعض سمجھدار اور زمانہ شناس آریہ صاحبان اسبات پر آمادہ ہیں۔ کہ ستیارتھ پرکاش کے ان دل آزار ابواب کو نکالدیں۔ لیکن نہ معلوم ابھی تک ان کی تجویز کو جامہ عمل پہننے کی کیوں جرأت نہ ہوسکی۔ اگر اب بھی اسطرح ہو جائے تو ہم امید کر سکتے ہیں کہ آریہ صاحبان کی موجودہ روش میں ایک خوش کن تبدیلی واقعہ ہو جائیگی۔ نیز گورنمنٹ متحدہ بھی جس نے محض آریہ صاحبان کی خیر خواہی اور ہمدردی کے لئے ان کے نقصان دہ طرز عمل کو ان پر ظاہر کر دیا ہے۔ اپنی رائے بدلنے پر آمادہ ہو جائیگی۔ آریہ صاحبان کو گورنمنٹ متحدہ کی صاف بیانی کا شکر گذار ہونا چاہئیے۔ اور اپنے طریق عمل میں ہر طرح سے تبدیلی پیدا کرنے کی کوشش کرنا چاہئیے۔ آریہ صاحبان اپنے مذہب کی اشاعت اور ترویج صلح اور آشتی سے بھی کر سکتے ہیں۔ اور یہ طریق ان کے لئے موجودہ طریق سے زیادہ مفید اور نفع رساں بھی ہو سکتا ہے ؛

ہم نہایت خوش ہوں گے۔ اگر تمام آریہ صاحبان عموماً اور ممالک متحدہ کے آریہ صاحبان خصوصاً گورنمنٹ کی اس رائے کو مد نظر رکھکر آیندہ کے لئے اپنی تقریر اور تحریر میں خوش کن تبدیلی پیدا کرلینگے۔ اخیر میں ہم یہ کہدینا بھی مناسب سمجھتے ہیں۔ کہ اخبار مسافر آگرہ نے جس سے دیگر مذاہب کے لوگوں کو درشت کلامی اور کج بحثی کی خاص طور پر شکایت ہے۔ گورنمنٹ متحدہ کی اس رائے پر ایسے الفاظ میں تنقید کی ہے۔ جنہیں مناسب نہیں کہا جا سکتا۔ حالانکہ اسے دوسروں کی نسبت بہت زیادہ اصلاح کی ضرورت تھی۔ وہ اسلام کے متعلق ایسی مغالطہ دہ اور دل آزار تحریریں شائع کرتا رہتا ہے۔ جن سے سوائے اس کے کہ مسلمانوں کے مذہبی احساسات کو ٹھیس لگے۔ اور کوئی مفید نتیجہ پیدا نہیں ہو سکتا ؛

ویدک دہرم (آریہ سماج) کے متعلق

دلچسپ سوالات

ایک صاحب نے ویدک دہرم کے متعلق چند ایک دلچسپ سوالات آریہ گزٹ میں شائع کئے ہیں۔ جن سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ اس مذہب کی کیا حقیقت ہے۔ اور کہاں تک ایک عالمگیر اور عقل کے مطابق مذہب کہلا سکتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ سوالات کرنیوالا اپنی مذہبی کتب سے خوب واقف ہے۔ حتیٰ کہ وید ایسی ادق کتاب سے بھی آگاہی رکھتا ہے۔ نیز اس پر واضح ہو چکا ہے۔ کہ ویدک دہرم نہ تو تمام جہاں کے لئے ہو سکتا ہے۔ اور نہ ہی عقل کے معیار پر پورا اتر سکتا ہے۔

پہلا سوال چنانچہ اس کا پہلا سوال یہ ہے کہ جبکہ وید مقدس سارے عالم کے واسطے ہیں تو جس جگہ چھ ماہ کی رات اور چھ ماہ کا دن ہوتا ہے وہاں ہر صبح و شام سندھیا اوپاسنا کیسے ہو سکتی ہے کیونکہ وید مقدس کی آگیا ہے۔ جیسا کہ اس منتر سے صاف پرمان ملتا ہے:-

اوم اپ تو اسگتے دوے دوے شادستر اردھو نو بھرنت ایسی۔

ارتھ۔ ہے گیان داتا پرماتما ہم کو ایسا وارتھ گیان اور شردھا بھگتی پردان کر۔ کہ ہم لوگ پرتی دن سائم اور پراتہ دسنے پورک آپ کی سندھیا اور اوپاسنا کر سکیں۔

اس سوال سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ویدک تعلیم ایسی نہیں ہے۔ جو عالمگیر کہلا سکے۔ اور جب عالمگیر نہ ہوئی تو ویدوں کے ماننے والوں کا یہ دعوے باطل ہو گیا کہ یہ تعلیم تمام دنیا کے لئے ہے۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ پہلے پہل جب دنیا بنی تو اس وقت ایشور نے انسانوں کو یووک (جوان) یا بردھ (بوڑھے) یا بچے کس عمر میں پیدا کیا۔ اگر بچے تو ان کو بولنا کس طرح آیا۔ اگر بوڑھے تو آگے نسل کیونکر پیدا ہوتی۔ اور بچوں کے والدین جلد ان کے سر پر سے اٹھ جاتے۔ اور اگر بچے پیدا ہوئے تو ان کی پرورش کا کیا انتظام تھا۔ اب رہا جوان عمر میں پیدا کرنا۔ اگر اسطرح کیا تھا۔ تو ان کی آپس میں شادی کا انتظام کیا تھا۔ یعنی جوان مرد اور جوان عورت نے آپس میں شادی کسطرح کی۔ کیا جسکے ساتھ دل چاہا اس سے کر لی یا کسی قاعدہ کی پابندی سے۔ یا رواج یا رسم یا دہرم شاستر اسوقت سُسر اور ساس کون تھی۔ جبکہ وہ تمام ایک ہی ماں باپ کے پیٹ کے بچے ہونے کی وجہ سے بہن اور بھائی ہوئے۔

اس سوال کا جواب دینا آریہ صاحبان پر نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ ان کا دعویٰ ہے۔ کہ کوئی ایسی بات نہیں جو ویدوں میں بیان نہ کیگئی ہو حتیٰ کہ پنڈت دیانند صاحب نے تو لکھ دیا ہے۔ کہ موجودہ زمانہ میں جسقدر ایجادات اور اختراعات ہوئی ہیں۔ یعنی ریل۔ تار۔ فونوگراف وغیرہ وغیرہ یہ سب ویدوں میں درج ہیں۔ پس جبکہ اتنی دور کی چیزوں کا ویدوں میں ذکر ہے۔ تو وہ باتیں جو فطرت انسانی میں پیدا ہو سکتی۔ اور خاص کر مذہب سے تعلق رکھتی ہیں۔ ان کا ضروری جواب ہونا چاہیئے اور اگر نہیں تو کہا جائیگا۔ کہ وید کی ہمہ دانی کا دعویٰ باطل ہے۔

تیسرا سوال یہ ہے کہ جبکہ ماتا سیتاجی اتنی طاقتور تھیں کہ وہ دھنش (ایک بڑی بھاری کمان کہی جاتی تھی) کو اٹھا سکتی تھیں۔ اور راون دھنش کو نہیں اٹھا سکتا تھا۔ تو کسطرح راون زبردستی سیتاجی کو لیگیا۔ کیا اس وقت سیتاجی میں طاقت نہیں رہی تھی یا اس وقت انہوں نے اس سے مقابلہ کرنا مناسب نہ سمجھا یا خلاف دہرم شاستر تھا۔

یہ سوال بھی اس قابل ہے کہ آریہ صاحبان ضرور جواب دیں۔ اب یا تو انہیں یہ ماننا پڑیگا۔ کہ سیتاجی کی نسبت راون زیادہ طاقتور تھا۔ اس سے لے گیا یا یہ کہ سیتاجی کا راون کے ساتھ مقابلہ اور جنگ کرنا دہرم شاستر کے خلاف تھا۔ اس لئے انہوں نے نہ جانے کے لئے کوئی کوشش نہ کی۔ اگر پہلی بات درست ہے تو ان کی مذہبی روایات غلط ٹھہرتی ہیں۔ اور اگر دوسری درست ہے۔ تو دہرم شاستر پر یہ اعتراض آتا ہے۔ کہ وہ کتاب جسمیں اپنے بچاؤ اور حفاظت کی بھی اجازت نہیں۔ وہ انسانی زندگی کی کیا راہ نمائی کر سکتی ہے۔

چوتھا سوال یہ ہے۔ کہ ایشور اور پرم ایشور (پرمیشور) کا کیا مطلب ہے۔ کیا ایشور سے بڑا بھی کوئی ایشور ہے۔ جب صرف ایشور ہی ہے تو اس سے بڑے ایشور کے کیا معنی۔ ایشور سے بڑا تو کوئی دنیا میں ہے ہی نہیں۔ پھر پرم ایشور کون ہوا

یہ سوال کوئی ایسا نہیں جس سے آریہ صاحبان آسانی سے پیچھا چھڑا سکیں۔ کیونکہ پرمیشور کا لفظ ویدوں میں کثرت سے پایا جاتا ہے۔ اس سے اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ چونکہ ویدوں کے نزدیک جیسا کہ اس وقت بھی سناتنی ہندوؤں کا یہی عقیدہ ہے کہ ایک خدا نہیں بلکہ کئی ایک ہیں۔ اور جب کئی ایک ہوئے تو اس صورت میں ایک کو پرمیشور یعنی سب سے بڑا کہا جا سکتا ہے اسی بات کو ظاہر کرنے کے لئے پرمیشور کا لفظ رکھا گیا ہے موجودہ زمانہ میں آریہ صاحبان کو اس بات سے انکار ہے کہ ویدوں میں ایک سے زیادہ معبود ہیں۔ لیکن "پرمیشور" کا لفظ بتا رہا ہے کہ یہ بات محض غلط ہے۔ حقیقت میں بہت سے ایشور سمجھے جاتے ہیں۔ اور ان سب سے بڑے کو پرمیشور کہا جاتا ہے۔

پانچواں سوال متر ریچ جو کہ مرگ (ہرن) بنا ہوا تھا کی آواز جبکہ اس نے لچھمن بھائی لچھمن بھائی پکارا تھا سیتاجی کے کانوں میں پہنچ گئی۔ تو کیوں نہ سیتاجی کے رونے کی آواز جبکہ راون انہیں زبردستی لے جا رہا تھا۔ رام چندر جی تک پہنچی۔

یہ اس واقعہ کے متعلق سوال ہے۔ جو راون کا سیتاجی کے لے جانے کا ہے۔ امید ہے کہ اس کی بھی گرہ کشائی کی جائیگی۔ اور بتایا جائیگا۔ کہ کس ذریعہ سے متر ریچ کی آواز اتنی دور سے سیتاجی کے کان میں پہنچ گئی۔ کیا ایک دھوکہ دہ اور کمینہ فطرت کو عین اس وقت جبکہ وہ دھوکہ دہی کا مرتکب ہو رہا تھا۔ کوئی خوارق عادت طاقت حاصل ہو گئی تھی۔ اور کیا ایسا ہونا ویدک دہرم کے رُو سے جائز سمجھتے ہیں؟

عالم نسواں

مستورات کو علم دین سکھاؤ

"حضرت امیر المومنین خلیفۃ ثانی کے وہ کلمات طیبات جو حضور نے ۱۹۳۰ء کے سالانہ جلسہ پر ایک لمبی تقریر کے دوران میں مستورات کی تعلیم کے متعلق فرمائے" ۔ (ایڈیٹر)

ہماری جماعت کے وہ لوگ جو علم کا سیکھنا تو ضروری سمجھتے ہیں لیکن اس کو فرض کفایہ جانتے ہیں - یعنی وہ یہ سمجھتے ہیں - کہ اگر ایک گھر میں سے خاوند سیکھ لے - تو سب کے لئے کافی ہو جاتا ہے - مثلاً اباجان احمدی ہو گئے - تو بیٹے بھی بخشے گئے - خواہ وہ غیر احمدی ہی کیوں نہ ہوں - لیکن یہ غلط ہے اور بالکل غلط ہے - اگر باپ نیک ہے - اور بیٹا بد - تو باپ ہی بخشا جائیگا - اور بیٹا سزا پائیگا - اور اگر ایک بھائی نیک ہے - اور دوسرا بد - تو نیک ہی جنت میں جائیگا - اور دوسرا دوزخ میں - اگر خاوند نیک ہے - اور بیوی بد - تو خاوند ہی خدا تعالےٰ کے انعامات کا وارث ہوگا - اور بیوی خدا کے غضب کی - پس تم یہ مت سمجھو - کہ تمہارے پڑھ لینے سے یا علم دین سے واقف ہو جانے سے تمہارے بیوی - بچے بھائی - بہن وغیرہ بخشے جائیں گے - بخشا وہی جائے گا - جس کا دل صاف ہوگا - اور دل صاف سوائے علم کے ہو نہیں سکتا - پس جس طرح تم اپنے لئے پڑھنا ضروری سمجھتے ہو اسی طرح ان کے لئے بھی پڑھنا ضروری سمجھ کر ان کو پڑھاؤ - تا تمہارے گھر ایسے نہوں - کہ صرف تم ہی قرآن جاننے والے ہو اور باقی جاہل - بلکہ تمہاری عورتیں بھی جانتی ہوں - خدا تعالےٰ - ملائکہ - سزاء و جزا قضا و قدر وغیرہ سب احکام سے واقف ہوں - خدا تعالےٰ نے عورتوں کو مردوں کا ایک حصہ قرار دیا ہے - اور جہاں مردوں کے لئے حکم آیا ہے وہاں عورتوں کو بھی ساتھ ہی رکھا ہے - چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے - یایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ و خلق منھا زوجھا وبث منھما رجالاً کثیراً و نساء واتقوا اللہ الذی تساءلون بہ والارحام - ان اللہ کان علیکم رقیبا ۵ اے لوگو! اپنے رب کا تقوےٰ اختیار کرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا ہے - اور تم میں سے ہی تمہارا جوڑا پیدا کیا ہے - پھر ان دونوں سے بہت سی جانیں نکالی ہیں - جو بہت سے مرد ہیں - اور بہت سی عورتیں اور اللہ کا تقوےٰ کرو - جس کے نام سے تم سوال کرتے ہو اور قرابتوں کا - بے شک اللہ تعالےٰ تم پر نگہبان ہے - اس آیت سے پتہ لگتا ہے - کہ تقوےٰ کا حکم صرف مردوں کو ہی نہیں - بلکہ عورتوں کو بھی ہے - پس ان کو بھی دین سے واقف کرو - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عورتیں دین سے بڑی واقف تھیں - یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے - کہ تم نصف دین عائشہ رضؓ سے سیکھ سکتے ہو - اور واقعہ میں آدھا دین حضرت عائشہ رضؓ نے سکھایا ہے - لوگوں نے اس کے غلط معنے کئے ہیں - کہ اس طرح ان کو حضرت ابو بکر رضؓ حضرت عمر رضؓ وغیرہ پر فضیلت بتائی ہے - بلکہ یہ کہ عورتوں کے متعلق جو احکام ہیں - وہ ان سے سیکھو - چنانچہ جب بھی صحابہ کو عورتوں کے متعلق کسی بات میں مشکل پیش آتی - تو ان سے ہی پوچھتے - حضرت عمر رضؓ کو ایک دفعہ یہ دقت پیش آئی - کہ مرد عورت سے صحبت کرے اور انزال نہو - تو غسل کرنا چاہیئے یا نہیں - اس کے متعلق انھوں نے لوگوں سے پوچھا - لیکن تسلّی نہ ہوئی - فرمایا - دین کے معاملہ میں کیا شرم ہے - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عورتوں سے پوچھنا چاہیئے - پھر انھوں نے اپنی لڑکی سے پوچھا جس نے بتایا - کہ غسل کرنا فرض ہے رسول کریمؐ اسی طرح کیا کرتے تھے - پس اگر آپ کی بیویاں آپ سے اس قسم کے احکام نہ سیکھتیں - تو یہ باتیں ہم تک کسطرح پہنچتیں - حالانکہ ان میں سے بعض ایسے مسائل ہیں - کہ اگر ان کے متعلق معلوم نہ ہوتا - تو ہمارا آرام حرام ہوجاتا زندگی مشکل ہوجاتی - اچھا دوبھر معلوم ہوتا - اس آیت میں خدا تعالےٰ فرماتا ہے - اے مردو! کیا تم اپنے آپ کو عورتوں سے بڑا سمجھتے ہو - تم دونوں کو ہم نے ایک ہی نفس سے پیدا کیا ہے - پھر تم کیوں ان کو اپنے سے علیحدہ سمجھتے ہو - ان کو بھی اپنی طرح کا ہی سمجھو - اور جو بات اپنے لئے ضروری خیال کرتے ہو - وہی ان کے لئے کرو - خدا تعالےٰ کے اس حکم کے ہوتے ہوئے ہم دیکھتے ہیں بیشک مرد تو یہ کرے گا کہ عورت کو اچھے کپڑے پہنا دے - عمدہ زیور بنوا دے - لیکن وہ یہ خیال نہیں کرے گا - کہ اس کو دین سکھانا بھی ضروری ہے - کیا لوگ اچھے کپڑے میزوں اور کرسیوں پر نہیں ڈالتے - اور کیا لوگ گھنگرو اپنے گھوڑوں کی گردنوں میں نہیں پہناتے - پس جب حیوانوں اور بے جان چیزوں کی آرائش کے لئے بھی وہی کچھ کیا جاتا ہے - تو عورتوں اور ان میں کیا فرق رہا - درحقیقت جو شخص عورت کو صرف ظاہری زینت کا سامان دے کر سمجھ لیتا ہے - کہ اپنے اپنا فرض ادا کر دیا - وہ عورت پر کوئی احسان نہیں کرتا - اور نہ اسکا ہمدرد ہے - بلکہ وہ خود اپنی خوشی کا طالب ہے - کیونکہ عورت کی زینت مرد کی خوشی کا باعث ہوتی ہے پس عورت کا صرف یہی حق نہیں - کہ اس کے جسمانی آرام کا مرد خیال رکھے - بلکہ اس سے زیادہ وہ حقدار ہے - اس کا حق ہے کہ جس طرح انسان خود دین سے واقف ہو - اسی طرح اسے بھی دین سے واقف کرے ۔

غرض دین کی تعلیم عورتوں کو بھی ضرور دینی چاہیئے - کیونکہ جب تک دونوں پہلو درست نہوں - اس وقت تک انسان خوبصورت نہیں کہلا سکتا - کیا کانا آدمی بھی خوبصورت ہوا کرتا ہے - کس قدر افسوس کی بات ہے - کہ اگر کسی کی ایک آنکھ جاتی رہے - تو اُسے بڑا معلوم ہوتا ہے - لیکن بہت سے ایسے ہیں - جو بیوی کی طرف سے کانا پنے کو محسوس بھی نہیں کرتے ۔

میں تو باوجود اس کے کہ اور بہت سے کام کرنے پڑتے ہیں - گھر میں ضرور پڑھاتا ہوں - کیونکہ عورتوں کا پڑھانا بہت ضروری ہے - خدا تعالےٰ نے مرد و عورت کے لئے زوج کا لفظ رکھا ہے - بعض لوگوں نے اس کے معنے میاں یا بیوی کے کئے ہیں - اور بعض نے جوڑہ کئے ہیں - لیکن عربی زبان میں زوج اس شے کو کہتے ہیں - جس کے بغیر ایک دوسری شے نامکمل رہے - جوتیوں کے جوڑہ میں سے ہر ایک کو زوج کہتے ہیں - کیونکہ صرف ایک جوتی کام نہیں دے سکتی - پس خدا تعالیٰ نے میاں بیوی کا نام زوج رکھ کر بتایا ہے - کہ بیوی کے بغیر میاں - اور میاں کے بغیر بیوی کسی کام کی نہیں ہوتی - پس جب مرد و عورت کا ایسا تعلق ہے -

تو غور کرنا چاہیئے۔ کہ عورتوں کو دین سے واقف کرنا کس قدر ضروری ہؤا۔ ہماری جماعت کے وہ لوگ جنھوں نے اپنی عورتوں کو دین سے واقف نہیں کیا۔ ان کا تلخ تجربہ ہمارے سامنے موجود ہے۔ کہ ان کے فوت ہوجانے کے بعد ان کی بیوی بچے غیر احمدی ہو گئے۔ اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ انھوں نے ان کو کچھ نہ سکھایا۔ خاوندوں کی وجہ سے وہ احمدی ہو گئیں جب خاوند مرگیا۔ تو انھوں نے بھی احمدیت کو چھوڑ دیا۔ اگر کوئی عورت مرجائے۔ تو خاوند اس کا جنازہ پڑھتا ہے۔ لیکن نہیں جانتا۔ کہ اس حالت میں جبکہ ہمنے اپنی عورت کو دین سے واقف نہیں کیا۔ میرا جنازہ پڑھنا کیا فائدہ دیگا۔ مذہب اسلام کوئی ٹھٹھا نہیں۔ بلکہ اسکی ہر ایک بات اپنے اندر حقیقت رکھتی ہے۔ جنازہ بھی ایک حقیقت رکھتا ہے۔ اس طرح نہیں۔ کہ جنازہ پڑھا۔ اور مرنیوالا بخشا گیا۔ جنازہ تو ایک دعا ہے۔ جو نیک بندے مردہ کے لئے اس طرح کرتے ہیں۔ کہ اے خدا تیرا یہ انسان بہت نیکیاں کرتا رہا ہے۔ لیکن اگر اس نے کوئی تیرا قصور بھی کیا ہے۔ تو اسے ان نیکیوں کی وجہ سے بخشدے لیکن وہ شخص جو زندگی میں اپنی عورت کو دین سے ناواقف رکھتا ہے۔ وہ کس منہ سے کہہ سکتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ اسے بخشدے ؂

غرض بیویاں انسان کا آدھا دھڑ ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جو شخص اپنی بیویوں میں انصاف نہیں کرتا۔ قیامت کے دن اس کا آدھا دھڑ گرا ہؤا ہوگا۔ اس سے آپنے بتایا ہے۔ کہ عورت درحقیقت انسان کا جزو بدن ہے۔ وہ شخص جو اپنی بیوی کو علم نہیں پڑھاتا۔ وہ بھی اس سے ناانصافی کرتا ہے۔ اسے بھی اس وعید سے ڈرنا چاہیئے۔ اکثر دیکھا گیا ہے۔ کہ اگر کسی کی بیوی بیمار ہو۔ تو گھبراتا ہے۔ علاج معالجہ کے لئے ادھر ادُھر بھاگا پھرتا ہے۔ دعا کے لئے ہماری طرف تاریں بھیجتا ہے۔ لیکن اگر بیوی روحانی بیماری میں مبتلا ہو۔ تو اُسے کوئی فکر نہیں ہوتا۔ اگر بیوی کے سر میں درد ہو۔ تو میری طرف لکھتے ہیں کہ دعا کی جائے لیکن اگر نماز روزہ کی تارک ہو۔ تو پتہ بھی نہیں دیتے۔ اگر کھانسی ہو تو حکیم کے پاس دوڑے جاتے ہیں۔ لیکن اگر زکوٰۃ نہ دیتی ہو۔ بخل کرتی ہو۔ تو پرواہ نہیں کرتے۔ بخار کھانسی اور درد کو خطرناک سمجھتے ہیں۔ لیکن یہ نہیں جانتے۔ کہ اس کھانسی۔ بخار اور درد کی ماری ہوئی بیوی تو انہیں مل جائے گی۔ مگر دین کی ماری ہوئی نہیں ملے گی۔ اس دنیا کی جدائی سے گھبراتے ہیں۔ اور ہر طرح کی کوششیں کرتے ہیں۔ کہ جدائی نہ ہو۔ لیکن اس ہمیشہ کی جدائی کا انہیں فکر نہیں ہے۔ جو بے دین ہونے کی وجہ سے واقعہ ہوگی۔ پس اگر تمہیں اپنی عورتوں سے محبت ہے۔ پیار ہے۔ اُنس ہے۔ تو جس طرح خود دین کی تعلیم سیکھتے ہو۔ اسی طرح ان کو بھی سکھاؤ۔ اور یاد رکھو جب تک اس طرح نہ ہوگا۔ ہماری جماعت کا قدم اس جگہ پر نہ پہونچے گا۔ جس جگہ صحابہ رضؓ کرام کا پہونچا تھا۔ کیونکہ اولاد پر عورتوں کا زیادہ اثر ہوتا ہے۔ اگر عورتوں کے بے دین ہونے کی وجہ سے اولاد بھی بے دین رہی۔ تو آیندہ کس طرح ترقی ہوگی۔ ہمارے ایک دوست لکھتے ہیں۔ کہ میں اپنے بچوں کو احمدیت کے متعلق سمجھاتا رہتا ہوں۔ لیکن جب باہر جاتا ہوں۔ تو ان کی والدہ پیار سے اپنے پاس بُلا کر کہدیتی ہے۔ کہ تمہارا باپ جو کچھ کہتا ہے۔ سب جھوٹ ہے۔ اس کو نہ ماننا۔ اس طرح بچے ویسے کے ویسے ہی ہوجاتے ہیں۔ اب غور کرو۔ کہ بچے باہر رہنے والے ابّا کی بات مانیں گے۔ یا ہر وقت پاس رہنے والی ماں کی۔ ماں سے بچوں کو بالطبع محبت ہوتی ہے۔ اس لئے اسی کی بات کا ان پر زیادہ اثر ہوتا ہے۔ اور اسی کی بات وہ جلدی قبول کر لیتے ہیں۔ چنانچہ بعض جگہ دیکھا گیا ہے۔ کہ ایسے مسلمان جنھوں نے عیسائی عورتوں سے شادی کی۔ ان کی اولاد بھی عیسائی ہوگئی۔ جس کی وجہ یہ معلوم ہوئی۔ کہ ماں اپنے بچوں کو خفیہ خفیہ عیسائیت کی تعلیم دیتی رہی۔ پس تم لوگ اگر اپنی اولاد کو دیندار بنانا چاہتے ہو۔ تو ان کی ماؤں کو مضبوط کرو۔ تاکہ تمہاری نسلیں مضبوط ہوں۔ کیونکہ بچپن سے کان میں پڑی ہوئی بات پھر مٹ نہیں سکتی۔ کیا اگر دنیا میں نسلی تعصب نہ ہوتا۔ تو اسلام کبھی کا سب مذاہب کو کھا نہ جاتا۔ ضرور کھا جاتا۔ مگر چونکہ دوسرے مذاہب والوں نے بچپن میں ہی ماں کی گود میں بیٹھ کر یہ سُنا ہوا ہے۔ کہ اسلام جھوٹا ہے۔ اس لئے باوجود ہزاروں دلیلوں کے پھر بھی نہیں مانتے اگر تم لوگ اپنی آیندہ نسلوں میں احمدیت دیکھنا چاہتے ہو۔ تو ان کی ماؤں کو پورا پورا احمدی بناؤ۔ اور احمدیت سے خوب واقف کرو۔ یاد رکھو۔ اگر تمہاری آیندہ نسلوں میں احمدیت نہ رہی۔ تو تمہاری اس وقت کی ساری کوشش اور محنت ضائع جائے گی۔ کیونکہ انسان تو پچاس ساٹھ یا زیادہ سے زیادہ سو سوا سو سال کے عرصہ تک مرجاتا ہے اگر اس کی جگہ لینے والا کوئی اور نہ ہو۔ تو وہ خالی ہوجائے گی۔ میرے چھوٹے بھائی میاں بشیر احمد نے مجھے ایک بات سنائی کہ گورنمنٹ کالج کے ایک طالبعلم کو بعض دوسرے غیر احمدی طلبا سے یہ کہتے سُنا۔ کہ ہمارے ابا جان بڑے ہی نیک انسان ہیں۔ کئی سال ہوئے۔ کہ وہ احمدی ہوئے ہیں لیکن ہمیں کبھی ایک دن بھی انھوں نے نہیں کہا۔ کہ تم بھی احمدی ہوجاؤ۔ اس لڑکے کو اپنے باپ میں یہ نیکی نظر آئی۔ کہ مجھے احمدی بننے کے لئے کبھی نہیں کہا گیا۔ لیکن کس قدر افسوس ہے۔ اس باپ پر جس نے اس طرح کیا۔ کیا ایک باپ اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے بچے کو کنوئیں میں گرنے دیگا۔ نہیں بلکہ ممکن ہے۔ کہ بچہ کو گرنے سے بچاتے ہوئے خود بھی گر پڑے۔ مگر بچہ جہنم میں جاتا ہے۔ اور باپ سامنے کھڑا دیکھ رہا ہے۔ پکڑتا نہیں۔ بلکہ خوش ہوتا ہے۔ پس تم اپنے گھروں میں تعلیم دو۔ تاکہ تمہاری اولاد بھی سیکھے۔ میرا دل چاہتا ہے۔ کہ ہماری نسلیں ہم سے بھی زیادہ احمدیت کا جوش لیکر اٹھیں۔ تا خدا تعالےٰ کا دین اطراف عالم میں پھیل جائے۔ اس لئے میں یہی نہیں کہتا۔ کہ تم قرآن پڑھو بلکہ یہ بھی کہتا ہوں۔ کہ اپنی عورتوں اور بچوں کو بھی پڑھاؤ تاکہ جس طرح تم اس دنیا میں اکٹھے ہو۔ اگلے جہان میں بھی اکٹھے ہی رہو۔ **یہ کوئی معمولی بات نہیں۔ میں اس کو سختی سے محسوس کر رہا ہوں۔** اس لئے سخت تاکید کرتا ہوں۔ کہ عورتوں کے پڑھانے کی طرف جلدی توجہ کرو۔ ہماری جماعت میں عورتیں کم داخل ہیں۔ اور بچے بھی کم احمدی ہیں۔ جسکی یہی وجہ ہے۔ کہ وہ تعلیم دین سے ناواقف ہیں۔ تمھیں چاہیئے۔ کہ دونوں طرفوں کو مضبوط کرو یعنی بیوی بچوں کو پڑھاؤ۔ اور خود بھی پڑھو۔ اگر ایسا نہ ہؤا۔ تو یاد رکھو۔ کہ ایک ایسا وقت آئے گا

کہ وہ احمدیت جس کے لئے تم جان اور مال تک دینے کے لئے تیار ہو - اسی کو تمہاری اولاد گالیاں دے گی - غور کرو - کہ اگر خدا نخواستہ ایسا ہوا - تو ہمیں غیروں کو احمدی بنانے اور اسقدر کوششیں کرنے کا کیا اجر ملا - جبکہ ہماری اپنی اولاد ہی اس نعمت سے محروم ہو گئی - میرے خیال میں ایک ایسا شخص جو سینکڑوں روپیہ اس لئے دیتا ہے - کہ ولایت میں مبلغوں کو بھیجو - جو لوگوں کو احمدی بنائیں - لیکن وہ خود اپنے بیوی بچوں کو تبلیغ نہیں کرتا - جن پر نہ روپیہ خرچ ہوتا ہے - نہ کسی مبلغ کی ضرورت پیش آتی ہے - وہ بہت افسوس کے قابل ہے - کیونکہ اس کا کیا خرچ ہوتا - یا اسے کیا تکلیف پیش آتی - اگر وہ گھر میں بیٹھے بیٹھے کچھ سنا دیا کرتا - صحابہ کرام اسی طرح کیا کرتے تھے - یہی وجہ تھی - کہ ان کی عورتیں بھی اشاعت اسلام میں بہت مدد دیتی تھیں ❊

غرض میں نے یہ تیسری بات بتائی ہے - کہ ہماری جماعت کے مرد اور عورتوں کو علم دین کی بڑی ضرورت ہے پس تم خود بھی علم سیکھو - اور اپنی عورتوں کو بھی سکھاؤ - تاکہ خدا تعالےٰ کے پاک انسانوں میں داخل ہو جاؤ - اور ان انعامات کے وارث بنو - جو خدا تعالےٰ کے پاک بندوں کو ملا کرتے ہیں - خدا کرے ہماری جماعت کا ایک ایک فرد دین اسلام سیکھے - اور جس طرح ہم اس دنیا میں اکٹھے ہیں - اسی طرح اگلے جہان میں بھی اکٹھے ہوں - اور خدا تعالےٰ کی معرفت کو پائیں - تاکہ جہالت کی موت نہ مریں آمین ❊

انڈیکس ترجمۃ القرآن انگریزی جن احباب نے **جلد** پارہ اول کے بعد ماہ مئی ۱۹۱۶ء سے قبل خرید کیا تھا - ان کے نسخوں میں انڈیکس شامل نہ تھا - جو بعد میں چھپا ہے - اور اب روانہ کیا گیا ہے - جن اصحاب کو نہ ملا ہو - وہ منگوا لیں - لیکن جن احباب کو پارے انگریزی مدراس سے روانہ کئے گئے تھے - یا اس کے بعد قادیان سے - ان سب پاروں کے ساتھ انڈکس پہلے سے لگا ہوا ہے ❊

محمد صادق عفی عنہ ناظم ترجمۃ القرآن انگریزی

مراسلات

رسالہ بشارت احمد پر ڈاکٹر شیخ محمد اقبال کا ریویو اور ایڈیٹر "پیغام" کا اڑانا

مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۱۶ء کو شیخ مولا بخش بوٹ فروش اور چوہدری مولا بخش بھٹی ریڈر کے درمیان حسب ذیل تنقیحات قرار پاکر بالمقابل دلائل لکھنے کی تجویز قرار پائی تھی ❊

(۱) شیخ مولا بخش - میں ثابت کروں گا - کہ رسول کریم کا ذاتی اور حقیقی نام احمدؐ ہے - یہ دعویٰ قرآن کریم اور مرزا صاحب کی کتابوں سے کروں گا ❊

(۲) چوہدری مولا بخش - میں ثابت کروں گا - کہ رسول کریم کا احمدؐ نام حقانی ہے - اور محمدؐ نام حقیقی اور ذاتی ہے ❊

(۳) پیشگوئی مندرجہ قرآن شریف (مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد) کے مصداق حقیقی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہی ہیں ❊

پہلی اور تیسری تنقیح کا بار ثبوت شیخ مولا بخش کے ذمہ تھا - اور دوسری تنقیح کا بار ثبوت چوہدری مولا بخش کے ذمہ تھا -

مزید شرط یہ تھی - کہ دلائل بالتقابل پندرہ یوم کے عرصہ میں لکھی جا کر شیخ ڈاکٹر صاحب محمد اقبال کی خدمت میں ارسال کئے جاویں - اور ڈاکٹر صاحب احمدی خیال سے دونوں کے دلائل پڑھ کر رائے لکھیں - کہ زبردست دلائل کس کے ہیں ❊

عاجز راقم الحروف نے تو میعاد مقررہ تک اپنا مضمون ختم کر لیا - لیکن شیخصاحب عام مجمع میں شیخی تو کر بیٹھے تھے اب دلائل کہاں سے لاویں - اور اگر کوئی شخص چند ایک ٹوٹے پھوٹے بوسیدہ دلائل بتلا دیوے - تو پھر شیخصاحب لکھاویں کس سے - کیونکہ خود تو نہ لکھے نہ پڑھے نام محمد فاضل کے مصداق ہیں - مجھ کو انتظار کرتے کرتے اور شیخصاحب کو اقرار کرتے کرتے تین ماہ کے قریب گذر گئے - آخر ایک دن شیخصاحب نے مجھ کو مخاطب کرکے فرمایا کہ ڈاکٹر محمد اقبال صاحب احمدیہ سلسلہ کے بڑے دشمن ہیں - ایک دوست نے یہ مشورہ دیا ہے - کہ نہ تو تم مضمون لکھو - اور نہ ہی چوہدری مولا بخش لکھے - ڈاکٹر صاحب دونوں کو خراب کریں گے - میں نے جواب میں عرض کیا - کہ واقعی ڈاکٹر صاحب سلسلہ حقہ کے سخت دشمن ہیں - لیکن ان سے اقرار لیا جا چکا ہے - کہ وہ احمدی نقطہ خیال سے دلائل کا مقابلہ کریں وہ منتظمین ہیں - ضرور اپنے عہد کا خیال رکھیں گے - سوائے اس کے میں نے مضمون بھی تیار کر لیا ہوا ہے - اس کے بعد میں نے رسالہ پریس میں دیدیا - شیخصاحب چونکہ زبان درازی اور چالاکی میں ید طولیٰ رکھتے ہیں - ادہر ڈاکٹر صاحب کی نسبت میرے ساتھ یہ گفتگو کی - اور جب میں نے نہ مانا - تو ڈاکٹر صاحب کو زبانی و کلامی خوشامد اور مدح و ثناء سے خوش کرنے کی کوشش میں لگے رہے - چنانچہ سالانہ جلسہ لاہور میں جو گفتگو پرائیویٹ طور پر مابین شیخین یعنے شیخ ڈاکٹر محمد اقبال صاحب و شیخ مولا بخش ہوئی - اس سے شیخ ڈاکٹر صاحب تو انکار نہیں کریں گے - لیکن شیخ مولا بخش کے لئے اس گفتگو سے انکار کر دینا ایک معمولی بات ہے - اپنے رسالہ کی وجہ توقف میں جو بودے دلائل شیخصاحب نے دیئے ہیں - ان میں سے ایک دلیل کو سید انعام اللہ شاہ صاحب کی طرف بھی منسوب کر دیا ہے - حالانکہ اس امر کے بیان کرنے میں شیخصاحب نے صریح جھوٹ بولا ہے - اور جو اصل واقعہ تھا - اس کو درج نہیں کیا - بلکہ اپنی طرف سے ایک جھوٹی دلیل مہیا کرکے اضافہ کر لیا ہے - اگرچہ سید انعام اللہ شاہ صاحب شیخصاحب کے ہم نشین ہیں - لیکن ان سے اگر دریافت کیا جاوے - تو وہ جھوٹ نہیں بولیں گے - کیونکہ ابھی تک شیخصاحب کی ہم نشینی کا شاہ صاحب پر اتنا اثر نہیں ہوا - جب تک میرا رسالہ چھپتا رہا - شیخصاحب کے جاسوس چھاپہ خانہ کے گرد گھومتے رہے - کہ پروف وغیرہ مل جاوے - لیکن مالک مطبع ہوشیار آدمی تھا - باوجود ان کی منت و خوشامد کرنے کے اس نے کوئی ورقہ نہ دیا - اور مجھ کو اطلاع دیدی - آخر کار وہ دن آگیا - کہ شیخصاحب کی دوکان پر جا کر میں نے خود شیخصاحب کے ہاتھ میں احمد رسول دیدیا - جس نے شیخصاحب کے تن بدن میں آگ لگا کر شیخصاحب کے چہرہ کو جھلس دیا - ادھر میں نے ایک رسالہ شیخ ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں بھیجدیا - شیخ ڈاکٹر صاحب نے بھی رسالہ کی صورت

دیکھتے ہی جھٹ شیخ مولا بخش کے پاس وہی رسالہ جو میں نے شیخ ڈاکٹر صاحب کے پاس بھیجا تھا۔ بذریعہ ڈاک بھیج دیا۔ اور اشتعال دلایا۔ اور کہلا بھیجا۔ کہ تم نے ہم کو شرمندہ کرایا۔ اور بالمقابل دلائل لکھ کر نہ بھیجے۔ یہ وقت شیخ صاحب کے لئے نہایت تکلیف دہ اور جانکنی کا وقت تھا۔ نہ راہ رفتن نہ روئے ماندن۔ اب کسی مضمون نگار کو تلاش کرنے لگے۔ . . . .

. . . .

. . . . بالآخر کوئی نفس کا بندہ مل گیا۔ اور اس نے شیخ صاحب کو سہارا دیا۔ اور میرے رسالہ کے طبع ہو جانے سے ٹھیک چھ ماہ کے عرصہ میں ایک بوسیدہ سڑے گلے پورانے دلائل کا مجموعہ پبلک کے آگے رکھوا دیا۔ جو ممکن ہے۔ کہ غیر احمدیوں کو خوش کر دیوے۔ لیکن احمدیوں کو کیا مصیبت پڑی ہے۔ کہ وہ ایسے پورانے گلے سڑے خیالات کو پڑھ کر اپنا دماغ پریشان کریں۔ اس مضمون میں میں شیخ صاحب کے نام کے رسالہ بشارت احمدؐ کی تردید نہیں کروں گا کیونکہ احمدیوں کی طرف سے پہلے ان پورانے خیالات کی کثرت سے تردید ہو چکی ہے۔ علاوہ بریں میں ایک کتاب (احمد نبی اللہ) لکھ رہا ہوں جس میں منکرین خلافت کی مایہ ناز کتاب النبوۃ فی الاسلام کی تردید کے علاوہ شیخ صاحب کے نام پر مرتب شدہ رسالہ بشارت احمدؐ کی حقیقت کو بھی کھول کر بفضل خدا رکھ دوں گا۔ اور شیخ صاحب کی زبانی چالاکیوں اور جھوٹ بہتان کی قلعی بھی کھول دوں گا۔ تاکہ پبلک کو شیخ صاحب کی اصلیت اور ان کے رسالہ کی ماہیت کا ٹھیک ٹھیک پتہ لگ جاوے۔ انشاء اللہ تعالےٰ بالفعل اس مضمون میں میں یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ شیخ صاحب نے اس رسالہ کو اپنے نام پر شائع کرانے میں صریح جھوٹ بولا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کو اس پر ریویو لکھنے کا حق نہیں تھا۔ لیکن کسی فریب اور مکاری سے ریویو لکھوایا گیا ہے۔ ایڈیٹر پیغام صلح نے کیوں اس جھوٹی خوشی کا اظہار کیا ہے۔ جو آخر کار برنج مبدل ہونیوالی تھی۔ اور نیز شیخ ڈاکٹر صاحب نے کسی مصلحت کو مد نظر رکھ کر ریویو لکھا ہے اب میں صحیح واقعات پبلک کے آگے پیش کرتا ہوں۔ پبلک خود اندازہ لگا لیگی۔ کہ شیخ مولا بخش صاحب کہاں تک اپنی تنقیح علا کے بارے میں سبکدوش ہوئے ہیں۔ اور میں نے اس کے متعلق کسقدر زبردست ثبوت دیئے ہیں۔ اور شیخ ڈاکٹر صاحب نے کیوں پہلی تنقیح سے چشم پوشی کر کے ریویو لکھا ہے۔

جناب شیخ ڈاکٹر صاحب آپ نے میرا رسالہ احمدؐ رسول پڑھا تھا۔ اور اب شیخ مولا بخش صاحب کا رسالہ بھی پڑھا ہے۔ کیا ریویو کرتے وقت دونوں تنقیحات نہیں پڑھی تھیں۔ اگر یاد تھیں۔ تو شیخ مولا بخش صاحب ان تنقیحات کے بار ثبوت سے کس حد تک سبکدوش ہوئے ہیں۔ اب ناظرین والا تمکین جنہوں نے میرا رسالہ احمدؐ رسول پڑھا ہے وہ شیخ صاحب کے رسالہ بشارت احمدؐ منقول از رسالہ اسمہٗ احمدؐ پڑھ کر مہربانی سے انصاف فرماویں۔ اور دیکھیں کہ شیخ صاحب کس حد تک دلائل کے مہیا کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ اور پھر شیخ صاحب جنہوں نے لہو لگا کر شہیدوں میں ملنے کی التجا کی ہے۔ تھوڑا سا شرما دیں اور پھر جناب شیخ ڈاکٹر صاحب سے استفسار فرماویں کہ شیخ ڈاکٹر صاحب نے باوجود قانون کا ماسٹر ہونے کے کیوں مندرجہ بالا تنقیحات سے چشم پوشی کی۔ چونکہ یہ مضمون لمبا ہوتا جاتا ہے۔ اس لئے میں تیسری تنقیح کی نسبت انشاء اللہ تعالےٰ اپنی کتاب احمدؐ نبی اللہ میں مفصل بحث کروں گا۔

بالفعل میں شیخین سے چند سوالات عرض کرتا ہوں امید ہے۔ کہ صحیح جوابات سے پبلک سیالکوٹ اور ناظرین کو مشکور فرماویں گے۔ سیالکوٹ کی پبلک کی تخصیص اس لئے کی ہے۔ کہ شیخین یعنے شیخ ڈاکٹر صاحب و شیخ مولا بخش صاحب دونوں شہر سیالکوٹ کے باشندہ ہیں اور شہر سیالکوٹ کی پبلک دونوں کو جانتی اور ان کے حالات سے پوری واقف ہے۔

(۱) شیخ مولا بخش صاحب۔ کیا آپ کہہ سکتے ہیں۔ کہ رسالہ بشارت احمدؐ کے مضمون کا مسودہ آپ کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے؟

(۲) کیا آپ لکھ پڑھ سکتے ہیں۔ اور ایسا مضمون لکھ سکتے ہیں۔ یا لکھوا سکتے ہیں۔ یا کسی کتاب سے جیسا کہ یہی مضامین رسالہ اسمہٗ احمدؐ میں مندرج ہیں۔ ان کی نقل کر سکتے ہیں۔ یا خود پڑھ کر نقل کروا سکتے ہیں؟

(۳)۔ اس رسالہ میں کوئی بھی مضمون آپ کا لکھا ہوا ہے۔ اگر ہے۔ تو کونسا ہے۔ اور اگر آپ کا تیار کیا ہوا مضمون ایک بھی نہیں۔ اور نہ ہی آپ نے خود نقل کیا ہے۔ بلکہ کسی اور سے کرایا ہے۔ تو پھر یہ رسالہ آپ کے نام پر کیوں شائع ہوا۔ کیا یہ جھوٹی شیخی نہیں ہے؟

(۴) اس رسالہ کا نام بشارت احمدؐ کیا ڈاکٹر بشارت احمدؐ صاحب نے نہیں رکھا۔ اگر ڈاکٹر صاحب نے نہیں رکھا۔ تو کس نے رکھا؟

(۵) کیا آپ نے اس رسالہ کی کاپی لکھتے وقت کاپی کو دیکھا۔ کیا آپ نے کاپی پر غلطیاں لگائیں یا کیا آپ نے پروف دیکھا۔ اور پروف کو درست کیا۔ کیا ٹائیٹل پیج آپ نے تجویز کیا۔ اگر آپ نے ایسا نہیں کیا۔ اور نہ ہی آپ ایسا کر سکتے ہیں تو پھر کس نے کیا۔ اور اگر کسی اور نے کیا۔ تو یہ آپ کے نام پر رسالہ کیوں شائع ہوا۔ کیا یہ جھوٹی شیخی نہیں؟

(۶)۔ جب تک رسالہ چھپتا رہا۔ آپ کتنی دفعہ پروف دیکھنے کے لئے لاہور گئے؟

(۷) جب کبھی آپ لاہور گئے۔ تو ڈاکٹر صاحب کے آپ کتنی دفعہ ملے۔ ٹیبل ٹاک میں جو گفتگو ہوتی۔ کیا وہاں کوئی آپ ہی نہ تھے۔ جنہوں نے ڈاکٹر صاحب کو مبائعین کے برخلاف مضمون لکھنے اور ضرور لکھنے کی تاکید کی تھی۔ اور ڈاکٹر صاحب نے اقرار کر لیا تھا۔

(۸) اس کی چھپوائی۔ لکھوائی وغیرہ پر کس نے خرچ کیا۔ آپ نے یا انجمن اشاعت اسلام نے؟

اے شیخ ڈاکٹر صاحب۔ کیا آپ نہیں جانتے ہیں کہ شیخ مولا بخش صاحب بالکل ناخواندہ ہیں۔ ایک لفظ بھی لکھ نہیں سکتے۔

(۲) کیا آپ نے رسالہ اسمہٗ احمدؐ مرتبہ حکیم مریم عیسےٰ نہیں پڑھا۔ کیا رسالہ بشارت احمدؐ اس رسالہ کی نقل نہیں ہے؟

۳۔ کیا آپ خیال فرما سکتے ہیں۔ کہ شیخ مولا بخش ایسا مضمون لکھ سکتا ہے۔ یا لکھوا سکتا ہے۔ یا ایسا لکھا ہوا مضمون خود پڑھ سکتا ہے۔ آپ تو شیخ مولا بخش کے ذاتی واقف ہیں۔ اور بچپن کے حالات بھی جانتے ہیں۔ کیا شیخ مولا بخش صاحب ایسا رسالہ لکھ سکتے ہیں؟

(۴) کیا میں لاہور میں آپ کو ملا ہوں۔ کیا میں نے کبھی اپنے رسالہ پر ریویو لکھنے کے لئے آپ کی خدمت میں التجا کی؟

(۵) شیخ مولا بخش صاحب لاہور میں آپکو کتنی دفعہ ملے۔ اور اپنے رسالہ کے متعلق ریویو لکھنے کے لئے کیا کیا منت خوشامد کی ۔

(۶) کیا سالانہ جلسہ لاہور میں قبل از شائع ہونے کسی ایک رسالہ کے آپنے شیخ مولا بخش کو نہیں کہا تھا ۔ کہ چوہدری مولا بخش نے کیا لکھنا ہے ۔ اگر آپ رسالہ لکھتے تو بہت اچھا لکھتے ۔ ایسی رائے آپ جیسے ثقہ آدمی نے قبل از تحریر رسالہ کیوں دی ۔ کیا کسی کو خوش کرنے کے لئے ؟

(۷) کیا اب آپنے اپنی اس رائے کی تائید کی ؟

(۸) آپ شیخ مولا بخش صاحب کا رسالہ پڑھکر رائے تو دے سکتے تھے ۔ لیکن جب تک میری طرف سے تردید شائع نہ ہوتی تب تک آپ میرے اور شیخصاحب کے رسالہ کا مقابلہ کرکے کس طرح شیخصاحب کے دلائل کو فوقیت دے سکتے تھے ۔ کیا یہ آپکا حق تھا کہ ایسا کرتے ۔

(۹) جوبار ثبوت تنقیحات کا شیخ مولا بخش صاحب کے ذمہ تھا ۔ اور جو کچھ اس نے دیا ۔ جب تک مجھ سے آپ اس کی تردید نہ لکھوا لیتے ۔ کسطرح آپ یکطرفہ رائے دے سکتے تھے ۔ حالانکہ میں نے آپ کی خدمت میں بذریعہ عریضہ گذارش بھی کی تھی ۔ کہ جب تک آپ میری تردید دیکھ نہ لیں ۔ کوئی رائے نہ لکھیں ۔

(۱۰) کیا آپنے میرے عریضہ کا یہ جواب نہیں دیا تھا ۔ کہ میں نے حضرت مرزا صاحب کی ساری کتابیں پڑھی ہیں ۔ اس لئے میں بطور ثالث رائے نہیں لکھ سکتا ۔ تو پھر آپنے ہم دونوں کی دلائل کا مقابلہ کرکے کیوں رائے لکھی ۔

(۱۱) کیا آپنے یہ تحریر نہیں فرمایا تھا ۔ کہ اگر آپ چاہیں تو میں آپکے رسالہ پر بھی ریویو لکھ دوں ۔ آپ خیال فرما سکتے ہیں ۔ کہ ہماری جماعت میں آپ کی رائے کی کیا وقعت ہو سکتی ہے ۔ اس لئے میں آپ کی رائے لینے کی درخواست ہی نہیں کرتا ۔

(۱۲) کیا آپنے ہمارے خلاف کفر کا فتوے نہیں دیا ہوا ہے ۔ اگر دیا ہوا ہے ۔ تو جن عقائد کی بناء پر آپنے کفر کا فتوے دیا ہوا ہے ان عقائد کی تائید آپ لکھ کر اپنے برخلاف کفر کا فتوے لیکر خوش ہو سکتے ہیں ۔ یا تائید کر سکتے ہیں ۔

(۱۳) میرا رسالہ آپکے عقائد کے خلاف ہے یا تائید میں شیخ مولا بخش صاحب کا رسالہ آپکے عقائد کی تائید کرتا ہے یا تردید ۔ کیا میرے رسالہ نے آپکے خیالات کو صدمہ نہیں پہنچایا ۔ اور شیخ صاحب کے رسالہ نے آپکے خیالات کی تائید نہیں کی ؟

اب میں شیخ ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں ادب سے عرض کرتا ہوں ۔ کہ آپ شیخ مولا بخش صاحب کو تحریک کریں کہ میرے تجویز کردہ انعام کو مجوزہ شرائط سے حاصل کرنے کی کوشش کرے ۔ اور اگر اس نے رسالہ کے مرتب کرنے میں کوئی محنت کی ہے ۔ تو اسکا ثمرہ حاصل کریں ۔ ورنہ اس مخلص کے حوالہ کریں جس نے محنت کی ہو ۔

اوّل ۔ اگر شیخ مولا بخش صاحب رسالہ بشارت احمد کا ایک پورا صفحہ اپنے ہاتھ سے نقل کردیں ۔ تو دس روپیہ عـــہ ۱۰ انعام ۔ اور اگر اسی مضمون کا ایک صفحہ زبانی لکھ دیں ۔ تو عـــہ ۲۰ بیس روپیہ انعام ۔

دوئم ۔ جسقدر آیات قرآنی اس رسالہ میں درج کی گئی ہیں ۔ اگر ان آیات کا ترجمہ کردیں ۔ تو عـــہ ۲۰ روپیہ انعام ۔ اور اگر صرف صحیح پڑھ دیں ۔ تو عـــہ ۱۰ روپیہ انعام ۔

سوئم ۔ جسقدر احادیث اس رسالہ میں درج کی گئی ہیں ۔ ترجمہ تو درکنار ۔ اگر رسالہ میں دیکھ کر شیخصاحب ان احادیث کو پڑھ سکیں ۔ عـــہ ۲۵ روپیہ انعام ۔ اور اگر احادیث کی کتب سے نکال کر خود صحیح پڑھ دیں تو پچاس عـــہ ۵۰ روپیہ انعام ۔

میں شیخ صاحب کے ہم خیال جن کے قریب شیخ صاحب ترقی کرتے ہوئے چلے ہیں ۔ مثلاً مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی ۔ مولوی احمد الدین صاحب ریڈر ۔ مولوی عبدالحکیم صاحب ریڈر ۔ مولوی غلام حسین صاحب مواحد کے پاس روپیہ جمع کردیتا ہوں ۔ شیخ صاحب اُن کے پاس جاکر لکھ دیں ۔ یا پڑھ دیں تو مجوزہ انعام حاصل کرلیں ۔ اور میں پھر یہ اعلان کردوں گا ۔ کہ رسالہ بشارت احمد شیخصاحب نے ہی لکھا ہے ۔ شیخ احوصلہ کرو اور انعام حاصل کرو ۔ کیا شیخ مولا بخش صاحب کو یاد نہیں رہا ۔ کہ جب وہ اپنے رسالہ کو بغل میں دبائے شہر سیالکوٹ کے بازاروں میں بیچتے پھرتے تھے ۔ تو شیخ الہ دین کھٹیک کی خدمت میں جب یہ رسالہ شیخ صاحب نے پیش کیا ۔ تو شیخ الہ دین صاحب نے کیا جواب دیا تھا ۔ شائد شیخ مولا بخش صاحب کو وہ جواب بھول گیا ہوگا ۔ میں یاد دلاتا ہوں ۔ شیخ الہ دین صاحب کھٹیک نے نہیں کہا تھا ۔ کہ شیخ صاحب آپ تو بالکل ناخواندہ ہیں ۔ آپنے رسالہ کیسے لکھ لیا ؟ تو شیخ مولا بخش صاحب نے جواب میں کہا ۔ کہ شیخصاحب آپ رسالہ لے لیں ۔ اور دو آنہ کے پیسہ دیدیں ۔ آپ کو اس بات کے پوچھنے سے کیا مطلب کہ رسالہ کس نے لکھا ہے ۔ رسالہ بہت اچھا ہے ۔ پھر حکیم احمد الدین صاحب احمدی کو رسالہ دیتے وقت کیا گفتگو ہوئی ۔ امید ہے کہ شیخصاحب کو یاد آگئی ہوگی ۔

شیخ صاحب جناب ڈاکٹر صاحب بڑے دور اندیش اور اپنے مطلب کے پکے انسان ہیں ۔ انھوں نے جب دیکھا ۔ کہ باغیان خلافت جلدی جلدی سے قدم بڑھاتے ان کی طرف جا رہے ہیں ۔ تو انھوں نے آپکے رسالہ پر ریویو لکھ کر آپ کو تھپکی دی ہے ۔ اور حوصلہ بڑھایا ہے ۔ کہ ہاں بڑھے چلو ۔ تھوڑے سے اور قدم بڑھاؤ گے ۔ تو ہمارے ساتھی ہو جاؤ گے ۔ جو تحقیر اور کسر شان آپنے حضرت مرزا صاحب کی اپنے رسالہ میں کی ہے ۔ اس میں اضافہ کرنے کے لئے ڈاکٹر صاحب نے آپ کی ہمت بند ہوائی ہے ۔ سو ایسی شوخی اور دلیری اور غیروں میں مخلوط ہونے کی خواہش آپ کو ہی مبارک ہو ۔

رسالہ بشارت احمد نے باغیان خلافت میں کیوں جوش ڈال دیا ۔ اور اڈیٹر پیغام نے کیوں تردو شور سے اس پر ریویو لکھا ۔ بالمقابل اس کے میرے رسالہ احمد رسول پر کیوں اخبارات سلسلہ احمدیہ نے صحیح اور مختصر اور معمولی ریمارک لکھا ۔ اور کیوں میرے رسالہ چھپنے سے مبائعین اچھلے کودے نہیں ۔ اسکا اصلی اور صحیح باعث یہ ہے ۔ کہ حضرت فضل عمر ایدہ اللہ بنصرہ کے خادموں میں کثرت سے عالم فاضل عربی دان ۔ انگلش دان ۔ و ایم ۔ اے ۔ اور بی ۔ اے ۔ عبرانی دان ۔ مفسر ۔ فقیہہ ۔ حدیث دان ۔ قرآن خوان موجود ہیں ۔ جن کے مقابلہ میں میرا عدم وجود برابر ہے ۔ میں ان اصحاب کا ایک خوشہ چیں اور معمولی نوشت خواند کا انسان ہوں ۔ چونکہ ان ہی بزرگان کے اقوال سے میں نے اپنا رسالہ مرتب کیا تھا ۔

اور میرے رسالہ کے مضمون سے وہ سب کے سب پہلے ہی واقف تھے اس پر بھی میرا رسالہ ان کی نظروں میں کوئی اچنبھے کی بات نہ تھی۔ اگرچہ شیخ صاحب جیسے ناخواندہ اور فخر و شہرت کے دلدادہ آدمی کے مقابلہ میں اس کی بڑی شان تھی۔ ہمارے بزرگان سلسلہ کے خیالات بڑے اعلیٰ اور نظریں بڑی وسیع ہیں۔ اس سے میرے رسالہ پر انھوں نے کوئی بے جا گھمنڈ نہیں کیا۔ کوئی بڑے ریمارک نہیں لکھے۔ اچھلے نہیں۔ کودے نہیں۔ شوخی نہیں کی۔ بلکہ انصاف کی نظر سے بلا رو رعایت ریویو لکھے۔ لیکن بالمقابل ان کے منکران خلافت ہیں۔ نہ کوئی عالم ہے۔ نہ فاضل نہ عربی دان۔ نہ عبرانی خوان۔ نہ کوئی اعلیٰ پایہ کا مفسر قرآن خوان۔ نہ فقیہہ۔ نہ محقق ؛

ان کے بڑے میاں خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر ہیں۔ جن کی نسبت عام رائے ہے۔ کہ وہ قرآن شریف بھی صحیح طور پر نہیں پڑھ سکتے۔ دوسرے درجہ پر رئیس المنکرین مولوی محمد علی صاحب ہیں جنکی نسبت مشہور ہے۔ کہ انہوں نے صحیح بخاری بھی تھوڑی سی پڑھی تھی۔ باقی حدیث کی کتابوں کا عبور ہی نہیں کیا۔ مثل مشہور ہے۔ اندھوں میں کانا راجہ۔ میرے مقابلہ میں شیخ مولا بخش کے نام پر رسالہ شائع کرکے شور مچا دیا۔ ایڈیٹر پیغام تو ایسی بناوٹی اور عارضی خوشی سے جامہ میں پھولا نہیں سماتا۔ اور پھر شیخ صاحب ہیں۔ کہ رسالہ کو بغل میں دبائے کوچہ بکوچہ بازار بازار میں گشت لگاتے پھرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ ہم نے ایسا رسالہ لکھا ہے۔ کوئی ہے جو دو آنہ پر خریدے۔ حالانکہ یہ وہ رسالہ ہے جس کے اعتراضات کئی دفعہ پیغامیوں نے کئے۔ اور ایک ایک اعتراض کے سینکڑوں جوابات بزرگان ملت نے دئے۔ لیکن پھر بھی یہ لوگ شوخی اور شرارت اور ضد و ہٹ دھرمی سے باز نہیں آتے۔ اب اللہ تعالےٰ ہی ان لوگوں کو سمجھائیگا۔ تو سمجھیں گے۔

اس رسالہ میں جسقدر جھوٹے اعتراضات سلسلہ عالیہ کے بزرگان پر اور جسقدر بہتان و افتراء مجھ پر یا سیالکوٹ کے دیگر بزرگان پر شیخ صاحب نے لگائے ہیں۔ ان کی کماحقہ قلعی کتاب فتنی اللہ میں کھولی جاویگی۔ انشاء اللہ۔ شائقین و معزز ناظرین انتظار کریں ؛ والسلام

خریداران خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں ؛ (مینیجر)

آریہ مشنری کی عربی دانی اور اُس کی پردہ دری (نمبر ۲)

میرے گزشتہ مضمون سے ناظرین نے اچھی طرح سمجھ لیا ہوگا۔ کہ درحقیقت آریہ مشنری صاحب عربی سے ناآشنا محض ہے۔ اور صرف قرآن کریم کے اردو ترجموں کی بناء پر اتنا بڑا دعویٰ کردیا ہے جسکی کچھ بھی اصلیت نہیں۔ اب مہاشہ صاحب کی عربی دانی کی عدم واقفیت کا ایک اور مبین ثبوت لیجئے۔ مہاشہ صاحب نے دوسرے نمبر میں قرآن کریم پر تنقید کرتے ہوئے گرامر کی جو غلطی نکالی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ

"نحوی ترکیب کے پیچ در پیچ میں نہ ڈالتے ہوئے میں اپنے اعتراض کو صاف لفظوں میں پیش کئے دیتا ہوں اور وہ یہ ہے۔ کہ اس آیت میں میرے کرم خوردہ الفاظ الذی استوقد نارا کے مقابلہ پر بنورھم و ترکھم کا ہونا سراسر نقص ہے۔ کیونکہ الذی اسم موصول ہے۔ اور یہ واحد کے لئے ہی استعمال ہوا کرتا ہے۔ اس لئے اس کے ساتھ استوقد فعل واحد غائب ہی ماضی معروف لایا گیا ہے۔ اس میں ھو ضمیر واحد غائب مستتر ہے۔ مگر مقابلہ پر بنورھم میں ھم ضمیر جمع غائب لائی گئی ہے" ؛

مہاشہ صاحب! اگر آپکے خیال خام کے مطابق گرامر کی غلطیاں قرآن کریم میں ہیں۔ اور اس وجہ سے قرآن کریم غیر فصیح و بلیغ ہے۔ تو میں کہتا ہوں۔ کہ اس سے یہ کیونکر ثابت ہو گیا کہ وید الہامی اور فصیح و بلیغ ہے۔ ہاں اگر آپ ہم سے قرآن کریم چھین کر اس کی بجائے وید کی بے نقص اور بے عیب اور فصیح و بلیغ تعلیم پیش کرتے۔ تو کچھ بات بھی تھی۔ مگر افسوس نہ تو آپنے حقیقی دلائل سے قرآن کو غیر فصیح و بلیغ ثابت کیا اور نہ ہی وید کی بے عیب اور بے نقص فصیح و بلیغ اور عشق الہٰی سے بھری ہوئی تعلیم ہمارے سامنے رکھی بلکہ ہم جب رگوید ایڈیشن اول کی اوراق گردانی کرتے ہیں۔ تو سنتھا اشٹک سکت ۱ سے تا ۱۱۵ میں مندرجہ ذیل تعلیم درج شدہ نظر آتی ہے۔ غور سے پڑھئے ؛

"اے انسانوں پر مہربانی کرنے والے اندر۔ تو بھی مخلوق ہی ہے۔ پر پیدائش کے وقت سے آج تک کوئی تیرا نظیر نہیں ہوا" ؛

اس کے بعد اور لیجئے۔

"اے بے عیب اگنی تو منجو اور دیوتاؤں کے ایک ہوشیار دیوتا ہے۔ **تو اپنے والدین کے پاس رہتا ہے۔** اور ہمیں اولاد عطا کرتا ہے۔ اور تمام دولتوں کا تو ہی بخشنے والا ہے" ؛

اس قسم کی تعلیم ویدوں میں بھری پڑی ہے۔ پس ایسی تعلیم رکھنے والے کس منہ سے قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت پر حملہ کر سکتے ہیں۔ قطع نظر ان سب باتوں کے میں کہتا ہوں کہ آریہ مہاشہ کا اعتراض اپنے اندر کوئی حقیقت اور اصلیت نہیں رکھتا۔ بلکہ یہ محض اس کی نحو سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے چنانچہ میں ابھی انشاء اللہ العزیز نحو کی کتب سے بتاؤں گا۔ کہ الذی واحد اور جمع دونوں کے واسطے استعمال ہوتا ہے اور عربوں نے اس کو دونوں طرح استعمال کیا ہے جیسا کہ کوئی کتاب ھمع الھوامع شرح جمع الجوامع فی علم العربیہ مطبوعہ مصر کے صفحہ ۸۳ میں یہ لکھا ہے۔

"ویقع الذی بمعنی الذین مضمناً معنی الجزاء بکثرۃ نحو والذی جاء بالصدق وصدق بہ ودونہ بقلۃ کمثل الذی استوقد نارا۔ بدلیل۔ ذھب اللہ بنورھم وقیل ان الذی **یکون للواحد والمثنی والجمع بلفظ واحد** وعلیہ الاخفش قال + اولئک اشیاخی الذی تعرفونھم ؛

مطلب یہ کہ الذی بمعنی الذین آتا ہے۔ اور الذی اسی طرح واحد تثنیہ جمع بھی استعمال ہوتا ہے۔ اور اخفش کا یہی مذہب ہے۔ اور اس نے اپنے قول کی تائید مذکورہ خط کشیدہ مصرعہ سے کی ہے۔

ان تصریحات کو دیکھ کر آریہ مشنری صاحب کی عربی دانی کی قلعی کھل جائیگی۔ اور امید ہے۔ کہ آئندہ کے لئے وہ عربی دانی کا گھمنڈ نہیں کریں گے۔ اس کے بعد میں ایک اور زبردست نحو کی کتاب کا حوالہ درج کرتا ہوں جس سے آپ آریہ مشنری کی عربی دانی کا نہایت عمدگی سے اندازہ کر سکیں گے جیسا کہ المفصل جو علامہ ابی القاسم محمود بن عمر الزمخشری کی کتاب ہے۔ اس کے صفحہ ۶۲ میں لکھا ہوا ہے ؛

"وقد حذف النون من مثناه ومجموعه
وقال الاخطل :
ابنی کلیب ان عمی اللذا قتلا الملوک
وفککا الاغلالا ؛
وقال وان الذی حانت بفلج دماءهم
وقال تعالےٰ وخضتم کالذی خاضوا"
کہ کبھی نون الذی کے تثنیہ اور جمع سے حذف کر دیتے ہیں جیسا کہ پہلے شعر میں نون تثنیہ کا حذف کیا گیا ہے۔ اور دوسری دو نوں مثالوں میں نون جمع کا حذف کیا گیا ہے ؛

مہاشہ صاحب! اگر آپ میں کچھ دیانت اور امانت ہے تو ان باتوں کو ذرا علیحدگی میں سوچیں۔ اور فکر کریں۔ کہ آپ کے اعتراضات کسقدر بودے اور بے حقیقت ہیں۔ گو آپ کے اعتراضات تو اس قابل بھی نہ تھے۔ کہ ان کی طرف التفات کیا جاتا۔ کیونکہ ان سب باتوں کے جوابات پہلے سے لغت عربی اور صرف و نحو کی کتابوں میں موجود ہیں۔ مگر چونکہ خدا تعالیٰ کو یہ منظور ہوتا ہے۔ کہ آپ جیسے عربی دانی کا بے جا دعویٰ کرنیوالوں کو ساکت اور شرمندہ کرے۔ اور قرآن کریم کی صداقت دنیا پر ظاہر کرے۔ اس لئے وہ کوئی نہ کوئی ذریعہ آپ جیسوں کی پردہ دری کے لئے نکالتا رہتا ہے ؛

(عبید اللہ عزیز آبادی)

ڈیرہ غازیخان سے خط

چند ماہ ہوئے۔ مولوی محمد علی کے بڑے گھمنڈ سے پیغام میں لکھا تھا۔ کہ ڈیرہ غازیخان کی سابقہ جماعت احمدیہ (نعوذ باللہ) مشرک ہو گئی ہے۔ اور مولوی عزیز بخش کے ساتھ اور پندرہ سولہ آدمیوں کی جماعت ہو گئی ہے۔ اصل بات یہ تھی۔ کہ چھ سات نوجوانوں نے جو قریباً سب دفتر کے امیدوار تھے مولوی عزیز بخش کو خوش کرنے کے لئے مولوی محمد علی کی بیعت کی تھی۔ عقائد یا احمدیت سے ان کو چنداں تعلق نہ تھا۔ اور نہ وہ باقاعدہ مولوی صاحب کے ساتھ آکر مسجد میں نمازوں میں شامل ہوئے۔ ان میں سے ایک کی نسبت ایک معتبر شخص نے مجھے کہا ہے۔ کہ اُس کی موجودگی میں ایک ملاں کے سامنے اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو (نعوذ باللہ) کافر اور لعنتی کہا ہے۔ دوسرے کی نسبت ایک اور نے کہا۔ کہ اُس نے میرے سامنے اقرار کیا ہے۔ کہ اُسے احمدیت سے کوئی تعلق نہیں تیسرے نے خود میرے اپنے سامنے بھری مجلس میں اقرار کیا۔ کہ وہ حضرت مرزا صاحب (فداہ روحی) کو صرف مجدد مانتا ہے۔ مسیح موعود وغیرہ تسلیم نہیں کرتا۔ اور اسی نے باقیوں کی نسبت بھی کہہ دیا۔ کہ سب مولوی محمد علی کی بیعت کرنے والوں کا یہی حال ہے۔ ایک اور تیئے پیغامی کو سنا گیا ہے۔ کہ لاہوری اشاعت اسلام کالج میں داخل ہونے کے لئے پانچ روپے بطور سفر خرچ دئیے گئے۔ مگر روپیہ لے کر وہ گھر جا بیٹھا ہے یہ حال اس جماعت کا ہے۔ جس پر ناز کیا جاتا ہے۔ کہ مولوی عزیز بخش کے ساتھ جدید جماعت ہو گئی ہے۔ اور نعوذ باللہ سابقہ جماعت مشرک ہو گئی ہے۔ انشاء اللہ تعالےٰ جدید پیغامیوں کے ارتداد کے متعلق تحریری شہادت بھی حاصل کر کے حضور کے ملاحظہ کے لئے بھیجی جاوے گی ؛

علاوہ ازیں کسی گذشتہ اشاعت پیغام میں لکھا گیا تھا۔ کہ ۱۹۱۲ء یا ۱۹۱۳ء کے کسی بدر کے پرچہ میں زیر عنوان "قادیان کی سیر" سردار محمد اسلم خان ایڈیٹر العین امرتسر نے لکھا تھا۔ کہ (نعوذ باللہ) قادیان میں ایک دن پیر پرستی ہو جاوے گی۔ پیغامی مضمون نویس نے محمد اسلم خان کی بڑی مدح سرائی کی ہے اور لکھا۔ کہ مبائعین سے یہ کئی درجہ بڑھ کر قابل تعریف ہے۔ پیغامی نامہ نگار کو تو مخالفت کا شوق تھا۔ اس بات کی پروا نہ تھی۔ کہ اس سے حضرت خلیفہ اول رض کی ذات بابرکات پر بھاری الزام آتا ہے۔ کیونکہ اس کے نزدیک محمد اسلم خان کی تو ایک نظر تاڑ گئی۔ کہ قادیان میں پیر پرستی کی بنیاد پڑ گئی ہے۔ مگر حضرت خلیفہ اول رض کی فراست ایسی کمزور تھی۔ کہ وہ اشتہار آپ کی موجودگی میں بکثرت تقسیم کیا گیا۔ مگر آپ اس کو تاڑ نہ سکے۔ گویا ان لوگوں کے نزدیک سردار اسلم خان کی فراست حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کی فراست سے زیادہ تیز تھی۔ اللہ تعالیٰ کی عجیب شان ہے جس شخص کی نسبت پیغام نے اسقدر تعریف شائع کی۔ اور اُسے باوجود غیر احمدی ہونے کے احمدیوں سے بدرجہا صاحب فراست مومنانہ سمجھا۔ آج وہی شخص یہاں گورنمنٹ کے زیر عتاب ہے۔ اور ایک مقدمہ میں ماخوذ ہے ؛

(محمد اکبر ڈیرہ غازی خان)